بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

پاک پتن شریف

14-01-2016

محترم المقام حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ!

دار الافتاء [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی خیریت کا طالب، تا دم تحریر بفضل خدا خیریت۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل ذیل کے؟

نمبر 1 = ہمارے محلے کی مسجد، جامع مسجد ہے۔ عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد کا ایک صحن ہے، ایک برآمدہ ہے، اور ایک اندرونی ہال ہے۔ اس کی تقسیم اس طرح ہے کہ صحن مسجد سے برآمدہ تقریباً "9" انچ اونچا ہے، اور مسجد کا اندرونی ہال، مسجد کے برآمدے سے تقریباً "5" انچ اونچا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام نماز پڑھاتے وقت اگر برآمدے میں کھڑا ہے تو صحن میں کھڑے نمازیوں سے وہ "9" انچ اونچائی پر کھڑا ہوتا ہے، اور اندرونی ہال کے شروع میں مسجد کے دروازوں کے درمیان میں کھڑا ہو اور نمازی برآمدے میں ہوں تو امام، نمازیوں سے "5" انچ اونچی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ اگر امام اور نمازی صحن میں، یا برآمدے میں، یا اندرونی ہال میں کھڑے ہوں تو برابر جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ ایسی صورت میں اگر امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو تو آیا نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں نماز باجماعت ہوتی ہی نہیں سرے سے، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز مکروہ ہوتی ہے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

(جاری) ←

(سوال اول)

سوال نمبر 2: عرض یہ ہے کہ

اگر ایک نوجوان آدمی بالوں میں یا داڑھی میں سیاہ خضاب بغیر کسی دوسری وجہ کے صرف شوق سے لگاتا ہو۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

نیز سوال نمبر 3: امام مسجد ہونے کی صورت میں، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز کا کیا حکم ہے، نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر 4: ایسے آدمی کے وضو کا کیا حکم ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خضاب بالوں میں لگانے سے اسکی تہہ بالوں کے اوپر جم جاتی ہے جسکی وجہ سے وضو کا پانی اس کے لگانے کے بعد وضو تک پہنچ نہیں پاتا، جسکی وجہ سے اس کا وضو نہیں ہوتا۔

نیز۔ کسی دوسری قسم یا دوسرے رنگ کا خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟

مفصل تحریر فرما دیں!

(احمد بخاری)

جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

دار الافتاء

ڈاک ۱۳
۵۰۸۰

سوال نمبر ۲: ہمارے ایک دوست پوچھنا چاہتے ہیں کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھینس، بھینسا جانور موجود نہ تھے -
بلکہ بعد میں صحابہ کرام کے دور تک اس کا وجود نہ تھا -
بعد میں کسی ملک سے درآمد کی گئی - اسطرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنبہ یا اونٹ کی قربانی کی - بھینس کی قربانی سنت نہیں ہے -
غرض یہ ہے کہ علمائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں بھینس اور بھینسا
بالکل حلال جانور ہیں جن کا گوشت بلا کراہت جائز ہے .
اگر کوئی آدمی بھینسے یا بھینس کی قربانی کرتا ہے۔ تو اس کو صرف قربانی
کرنے کا ثواب ملے گا . سنت قربانی کا ثواب نہیں ملے گا -
کیونکہ سنت قربانی تو صرف ان جانوروں کی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
ہاتھوں سے کی - جانور کے متعلق واضح ارشاد فرما دیں کہ
سنت کا ثواب ان جانوروں کے ذبیحہ پر ملے گا یا نہیں
قربانی تو بہر حال حلال جانوروں کی جائز ہے -
جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین .

دار الافتاء

عبدالحمید جامع مسجد نور
محلہ ستار دھانوالہ کالج روڈ
0301-3095441

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلياً

(1)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں اگر امام اتنی اونچائی پر ہو جو سوال میں ذکر کی گئی ہے تو نماز ہو جاتی ہے، اور جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ اتنی اونچائی یعنی "9" انچ کی بلندی پر نماز باجماعت سرے سے ہوتی نہیں، درست نہیں، البتہ تو یہ مناسب نہیں اور اگر کسی اگر امام بلا کسی عذر کے اس قدر اونچا کھڑا ہو کہ سب سے الگ اور بلند نظر آئے، جس کی مقدار ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ یا "۱۸" انچ) ہے، تو یہ مکروہ ہے، تاہم عذر مثلاً ازدحام، تنگی، عیدین اور جمعہ وغیرہ کی وجہ سے، اسی طرح اگر امام کے ساتھ برآمدے میں مقتدیوں کی دو، تین صفیں بھی ہوں تو کراہت نہیں ہو گی۔(مثلہ فی فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۱۲۰)

الفتاوى الهندية (١/ ١٠٨)

ويكره أن يكون الإمام وحده على الدكان وكذا القلب في ظاهر الرواية. كذا في الهداية وإن كان بعض القوم معه فالأصح أنه لا يكره. كذا في محيط السرخسي ثم قدر الارتفاع قامة ولا بأس بما دونها ذكره الطحطاوي وقيل: إنه مقدر بما يقع به الامتياز، وقيل: بمقدار الذراع اعتبارا بالسترة وعليه الاعتماد. كذا في التبيين وفي غاية البيان هو الصحيح. كذا في البحر الرائق.

دار الافتاء

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٦٤٦)

(وكره)...(وانفراد الإمام على الدكان) للنهي، وقدر الارتفاع بذراع، ولا بأس بما دونه، وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه ذكره الكمال وغيره (وكره عكسه) في الأصح وهذا كله (عند عدم العذر) كجمعة وعيد، فلو قاموا على الرفوف والإمام على الأرض أو في المحراب لضيق المكان لم يكره لو كان معه بعض القوم في الأصح، وبه جرت العادة في جوامع المسلمين ومن العذر إرادة التعليم أو التبليغ كما بسط في البحر

(قوله للنهي) وهو ما أخرجه الحاكم «أنه - ﷺ - نهى أن يقوم الإمام فوق ويبقى الناس خلفه» ، وعللوه بأنه تشبه بأهل الكتاب، فإنهم يتخذون لإمامهم دكانا بحر، وهذا التعليل يقتضي أنها تنزيهية، والحديث يقتضي أنها تحريمية، إلا أن يوجد صارف تأمل رملي. قلت: لعل الصارف تعليل النهي بما ذكر تأمل

جاری ہے۔۔۔

(2)۔۔۔خضاب کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

(۱)......سیاہ کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا جائز ہے، بلکہ داڑھی اور سر کے بالوں کو سیاہ کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا مستحب ہے، اور خصوصاً سرخ خضاب جس میں کتم شامل ہو (ایک بوٹی جس سے مہندی کا رنگ سیاہی مائل ہو جاتا ہے) لگانا مسنون ہے۔ اسی طرح مائل بہ سیاہ رنگ کا خضاب لگانا بھی جائز ہے، البتہ وہ خالص سیاہ نہ ہو۔

(۲)......کالی مہندی اور کالا پتھر، جو کہ مہندی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، اگر اس میں مہندی کا اثر غالب ہو، اور وہ سیاہی مائل ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہے، البتہ اگر خالص سیاہ رنگ ہو تو وہ مکروہ ہے، جس کا حکم نمبر ۳ میں مذکور ہے۔

(۳).....خالص سیاہ خضاب (کالا کلر) استعمال کرنے کی تین صورتیں ہیں :

(الف) مجاہد و غازی بوقتِ جہاد لگائے تاکہ دشمن پر رعب ظاہر ہو، یہ صورت باجماعِ ائمہ و باتفاقِ مشائخ جائز ہے۔

(ب) کسی کو دھوکہ دینے کے لئے سیاہ خضاب لگائے، جیسے مرد عورت کو یا عورت مرد کو دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگائے، یا کوئی ملازم اپنے افسر کو دھوکہ دینے کے لئے اس طرح کرے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے۔

(ج) بیوی کو خوش کرنے کے لئے صرف زینت کی غرض سے سیاہ خضاب کرے اس صورت میں اختلاف ہے، جمہور ائمہ و مشائخ اس کو مکروہ فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ جائز قرار دیتے ہیں، لیکن احادیث میں ممانعت اور سخت وعید کے پیشِ نظر فتویٰ اسی پر ہے کہ یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ (مأخذہ جواہر الفقہ: ۷/۱۶۸)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر کسی وجہ کے صرف شوق کیلئے سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

سنن أبي داود (٤/ ٨٥)

عن أبي ذر، قال: قال رسول الله ﷺ: «إن أحسن ما غير به هذا الشيب الحناء، والكتم»

صحيح مسلم (٣/ ١٦٦٣)

عن جابر بن عبد الله، قال: أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضا، فقال رسول الله ﷺ: «غيروا هذا بشيء، واجتنبوا السواد»

جاری ہے۔۔۔

الفتاوى الهندية – (ج ٥ / ص ٣٥٩)

اتفق المشايخ رحمهم الله تعالى أن الخضاب في حق الرجال بالحمرة سنة وأنه من سيماء المسلمين وعلاماتهم وأما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه اتفق عليه المشايخ رحمهم الله تعالى ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء وليحبب نفسه إليهن فذلك مكروه وعليه عامة المشايخ وبعضهم جوز ذلك من غير كراهة وروي عن أبي يوسف رحمه الله تعالى أنه قال كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها كذا في الذخيرة وعن الإمام أن الخضاب حسن لكن بالحناء والكتم والوسمة وأراد به اللحية وشعر الرأس والخضاب في غير حال الحرب لا بأس به في الأصح كذا في الوجيز.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٢٢)

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح، والأصح أنه – عليه الصلاة والسلام – لم يفعله، ويكره بالسواد... (قوله ويكره بالسواد) أي لغير الحرب. قال في الذخيرة : أما الخضاب بالسواد للغزو، ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود بالاتفاق وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه ، وعليه عامة المشايخ ، وبعضهم جوزه بلا كراهة روي عن أبي يوسف أنه قال : كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها.

وفى تكملة فتح الملهم (١٤٨٤)

والحق ان احاديث المنع عن السواد واضحة مطلقة ،وليس فيها ما يخصص بارادة الغش والخداع ، ولذالك اختار عامة المشائخ المنع،قال في العالمكيرية : ومن فعل ذالك ليزين نفسه للنساء وليحبب نفسه اليهن فذالك مكروه ،و عليه عامة المشائخ ،ومثله في رد المحتار ، وهو الذى اختاره والدي رحمه الله في جواهر الفقه عملاً بالاحتياط

(3)۔۔۔خالص سیاہ خضاب لگانے کا حکم اوپر معلوم ہو چکا،لہٰذا مذکورہ امام صاحب کو چاہیے کہ خالص سیاہ رنگ کے خضاب کے بجائے سرخ مائل بہ سیاہ، یا کسی اور رنگ کا خضاب لگائیں، اور محض زینت کی خاطر خالص سیاہ رنگ استعمال نہ کریں، البتہ اگر امام صاحب کسی شرعی عذر کی وجہ سے سیاہ خضاب استعمال کرے، مثلاً جوانی میں بالوں میں سفیدی آجانے کی وجہ سے، تو ایسی صورت میں ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

الدر المختار– (١ / ٥٦٢)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

جاری ہے۔۔۔

(قوله نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ

(4)۔۔۔خضاب کی تہہ نہیں جمتی صرف اس کا رنگ باقی رہتا ہے، اور اس رنگ کے ساتھ وضو درست ہے، وہ وضو سے مانع نہیں، البتہ اگر کوئی ایسی چیز بالوں پر لگائی جائے، جو نہ اترے، اور اس کی تہہ بالوں پر اسطرح جمتی ہو کہ نیچے پانی پہنچنا ممکن نہ ہو تو یہ وضو اور فرض غسل سے مانع ہو گا، اور وضو یا غسل کرنے سے پہلے اس تہہ کو صاف کرنا ضروری ہو گا۔

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق(١ / ١٣)

قال في السراج الوهاج والخضاب إذا تجسد ويبس يمنع تمام الوضوء والغسل كذا في الوجيز وقشرة القرحة إذا ارتفعت ولم يصل الماء إلى ما تحتها لا بأس به في الوضوء والغسل، والفرق بينهما وبين الخضاب أن قشرة القرحة متصلة بالجلد اتصال الخلقة

الجوهرة النيرة على مختصر القدوري – (١ / ١٠)

وأما إذا كان تحت أظفارها وسخ فإنه يجزيها من غير إزالته ولو كان على بدنه قشر سمك أو خبز ممضوغ متلبد وجب إزالته، وكذا الخضاب المتجسد والحناء

(5)۔۔۔واضح رہے کہ جن جانوروں کی قربانی جائز ہے، ان میں سے کسی بھی جانور کی قربانی سے سنت قربانی کا بھی ثواب ملتا ہے، کیونکہ قربانی صرف ان حلال جانوروں کی جائز ہے، جو نص سے ثابت ہوں۔

چونکہ گائے کی قربانی آپ ﷺ سے ثابت ہے، اور حضراتِ فقہاء رحمہم اللہ نے بھینس (نر، مادہ) کو گائے کی نوع ہی میں شمار کیا ہے، اور اس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، لہذا گائے کے تحت داخل ہو کر اس کی قربانی سے بھی سنت قربانی کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

صحيح مسلم (٢/ ٩٥٦)

عن جابر، قال: «ذبح رسول الله ﷺ عن عائشة بقرة يوم النحر»

فتاوى قاضيخان (٣/ ٢٠٧)

الأضحية تجوز من أربع من الحيوان الضأن والمعز والبقر والإبل ذكورها وإناثها وكذلك الجاموس لأنه نوع من البقر الأهلي

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق(٦/ ٧)

جاری ہے۔۔۔

قال – رحمه الله –: (والأضحية من الإبل والبقر والغنم)؛ لأن جواز التضحية بهذه الأشياء عرف شرعا بالنص على خلاف القياس فيقتصر عليها، ويجوز بالجاموس؛ لأنه نوع من البقر............................ والله تعالیٰ اعلم

عادل شاہ تربتی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

١٠/شعبان/١٤٣٧ھ

٢٨/مئی/٢٠١٦ء

الجواب صحیح

اصغر علی ربانی

١٦ شعبان ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ

١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

١١/٨/١٤٣٧ھ